حکیمانہ نصائح

مدرس : پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ بِطُوْلِہٖ اِلٰی اَنْ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ! قَالَ: ((اُوْصِیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَاِنَّہٗ اَزْیَنُ لِاَمْرِکَ کُلِّہٖ)) قُلْتُ زِدْنِیْ! قَالَ : ((عَلَیْکَ بِتِلَاوَۃِ الْقُرْآنِ وَذِکْرِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَاِنَّہٗ ذِکْرٌ لَکَ فِی السَّمَاءِ وَنُوْرٌ لَکَ فِی الْاَرْضِ)) قُلْتُ زِدْنِیْ! قَالَ: ((عَلَیْکَ بِطُوْلِ الصَّمْتِ فَاِنَّہٗ مِطْرَدَۃٌ لِلشَّیْطَانِ وَعَوْنٌ لَکَ عَلٰی اَمْرِ دِیْنِکَ)) قُلْتُ زِدْنِیْ! قَالَ: ((اِیَّاکَ وَکَثْرَۃَ الضَّحْکِ فَاِنَّہٗ یُمِیْتُ الْقَلْبَ وَیَذْھَبُ بِنُوْرِ الْوَجْہِ)) قُلْتُ زِدْنِیْ! قَالَ : ((قُلِ الْحَقَّ وَاِنْ کَانَ مُرًّا)) قُلْتُ زِدْنِیْ! قَالَ: ((لَا تَخَفْ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ)) قُلْتُ زِدْنِیْ! قَالَ :((لِیَحْجُزْکَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُ مِنْ نَفْسِکَ))

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

’’حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ وہ کہتے ہیں: میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا‘ اس کے بعد (یا تو خود حضرت ابوذرؓ نے‘ یا ان سے روایت کرنے والے نیچے کے راوی نے) ایک طویل حدیث بیان کی (جس کو یہاں بیان نہیں کیا گیا ہے)۔ اسی سلسلۂ کلام میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے وصیت فرمایئے! آپؐ نے ارشاد فرمایا: ’’میں تم کو وصیت کرتا ہوں اللہ کے تقویٰ کی‘ کیونکہ یہ تقویٰ بہت زیادہ آراستہ کر دینے والا اور سنوار دینے والا ہے تمہارے سارے کاموں کو۔‘‘ ابوذرؓ

کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضرتؐ! اور وصیت فرمایئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''تم قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کو لازم پکڑ لو' کیونکہ یہ تلاوت اور ذکر ذریعہ ہو گا آسمان میں تمہارے ذکر کا' اور اس زمین میں نور ہو گا تمہارے لیے''۔ ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے پھر عرض کیا: حضرتؐ! مجھے کچھ اور نصیحت فرمایئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''زیادہ خاموش رہنے اور کم بولنے کی عادت اختیار کرو' کیونکہ یہ عادت شیطان کو دفع کرنے والی اور دین کے معاملے میں تم کو مدد دینے والی ہے''۔ ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ مجھے اور نصیحت فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا: ''زیادہ ہنسنا چھوڑ دو' کیونکہ یہ عادت دل کو مردہ کر دیتی ہے' اور آدمی کے چہرے کا نور اس کی وجہ سے جاتا رہتا ہے''۔ میں نے عرض کیا کہ حضرتؐ! مجھے اور نصیحت فرمایئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''ہمیشہ حق اور سچی بات کہو' اگرچہ (لوگوں کے لیے) ناخوشگوار اور کڑوی ہو''۔ میں نے عرض کیا: مجھے اور نصیحت فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہ کرو''۔ میں نے عرض کیا کہ حضرتؐ! مجھے اور نصیحت فرمایئے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''تم جو کچھ اپنے نفس اور اپنی ذات کے بارے میں جانتے ہو' چاہیے کہ وہ تم کو باز رکھے دوسروں کے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے''۔

اس حدیث میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے نصیحت طلب کرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہلی نصیحت یہ کی کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ دین اسلام کی معروف اصطلاح ہے۔ قرآن مجید میں اس کا تذکرہ بار بار آیا ہے۔ تقویٰ کا لغوی مفہوم ''بچنا'' ہے۔ اصطلاح میں اس کا معنیٰ ''پرہیزگاری'' کیا جاتا ہے۔ متقی وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچ کر زندگی گزارنے کی کوشش کرتا ہے۔ تقویٰ سے انسان کا ظاہر اور باطن آراستہ ہو جاتا ہے۔ اسوۂ حسنہ اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کا مظہر ہے۔ یوں اسوۂ حسنہ کی پیروی انسان کو متقی بنا دیتی ہے۔ متقی شخص اللہ تعالیٰ کے اوامر کو ہرگز نہیں ٹالتا اور نہ ہی نواہی کے قریب پھٹکتا ہے۔ تقویٰ انسان کے تمام کاموں کو سنوارنے والا اور اس کے باطن کو روشن کرنے والا عمل ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوتِ قرآن مجید اور اللہ کے ذکر کی نصیحت فرمائی۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور نور ہے۔ یہ قلب و نظر کو روشن اور باطن کو منور کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ کا حکم ہے کہ اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو۔ خود قرآن مجید کو 'الذکر' کہا گیا ہے۔ از روئے الفاظِ قرآنی: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر) ''بیشک ہم نے ہی

© rasailojaraid

الذکر (قرآن مجید) نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔'' تلاوتِ قرآن اور ذکر الٰہی کے فضائل بے شمار ہیں۔ ایک حدیث نبویؐ میں ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کو اِس دنیا میں یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کی مجلس میں اس کا ذکر کرتے ہیں۔ یہی مطلب ہے نبی اکرم ﷺ کی اس نصیحت کا کہ اس کے بدلے میں تمہارا ذکر آسمان میں ہوگا اور زمین میں یہ تمہارے لیے نور ہوگا۔ اللہ کا ذکر نوری مخلوق کا ہمہ وقتی وظیفہ ہے۔ سبحان اللہ' الحمد للہ' لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر ذکر کے معروف کلمات ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے مزید دریافت کرنے پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں اکثر خاموش رہنے کی نصیحت کی اور فرمایا کہ یہ وہ ہتھیار ہے جس سے شیطان دُور ہوسکتا ہے اور دین کے بارے میں اس سے بڑی مدد مل سکتی ہے۔ انسان کے اکثر گناہ زبان سے ہی سرزد ہوتے ہیں۔ اگر وہ زبان کے استعمال میں احتیاط کرلے تو غیبت' جھوٹ' بدزبانی اور تمسخر جیسی برائیوں سے بچ سکتا ہے۔ ایک حدیث نبویؐ میں فرمایا گیا ہے کہ آدمیوں کو اُن کی زبانوں کی کھیتیاں ہی مُنہ کے بل جہنم میں گرائیں گی۔ زیادہ خاموش رہنے والا اور کم بولنے والا شیطان کے بہت سے حملوں سے محفوظ رہ جاتا ہے۔ داناؤں کا کہنا ہے کہ پہلے تولو پھر بولو' یعنی فضول گوئی سے بچ کر رہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ))(۱)

''جو شخص اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ یا تو اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔''

ضروری دُنیوی باتوں کے علاوہ زبان کا بہترین استعمال اللہ کا ذکر ہے جس کی فضیلت اوپر بیان ہوچکی ہے۔ پھر یہ کہاں کی عقل مندی ہے کہ انسان مفید کام کو چھوڑ کر فضول کام کرے؟ زبان کے استعمال کا معاملہ بہت نازک ہے۔ اس میں جتنی بھی ہوسکے احتیاط کرنی چاہیے' کیونکہ زبان سے اچھا برا جو بھی لفظ نکلتا ہے کراماً کاتبین اُسے ریکارڈ کرتے جارہے ہیں۔ اس طرح سے ہمارا نامۂ اعمال تیار ہورہا ہے' اگر اچھا ہوگا تو قیامت کے روز دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور اگر برا ہوگا تو بائیں ہاتھ میں تھمایا جائے گا۔ پھر اسی کے مطابق جزا و سزا ہوگی۔

جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے مزید پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ ہنسنے سے

(۱) صحیح البخاری' کتاب الادب' باب اکرام الضیف و خدمته ایاہ بنفسه۔ وصحیح مسلم' کتاب الایمان' باب الحث علی اکرام الجار......الخ۔

بچو' کیونکہ اس سے دل مردہ اور چہرہ بے نور ہو جاتا ہے''۔ خوشی اور غمی دنیا کی زندگی کا لازمی حصہ ہیں' لہٰذا جس طرح صدمے کی صورت میں جزع فزع کرنے اور شرعی حدود سے تجاوز کرنے کی اجازت نہیں' اسی طرح خوشی کے موقع پر بھی آپے سے باہر ہونا پسندیدہ نہیں۔ کھل کھلا کر ہنسنا غفلت کی علامت ہے جس سے دل مردہ ہو جاتا ہے' یعنی احساسِ زیاں جاتا رہتا ہے۔ اس کے اثرات چہرے کی رونق ختم کر دیتے ہیں۔ موت کی گھڑی کا کوئی پتا نہیں۔ جس شخص کو اپنی موت یاد ہو اور پھر اسے آخرت کے حساب و کتاب پر بھی یقین ہو تو وہ کیسے کھل کھلا کر ہنس سکتا ہے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تمہیں وہ سب کچھ معلوم ہو جائے جو مجھے معلوم ہے تو تمہارا ہنسنا بہت کم ہو جائے اور رونا بہت بڑھ جائے۔'' دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ ہے۔ اگر اس کے اعمال اچھے ہوئے تو وہ اس قید خانے سے نکل کر جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہو گا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر وقت عاقبت کی نجات کے لیے فکر مند رہے اور غفلت کی ہنسی نہ ہنستا پھرے۔

حضرت ابوذرؓ نے مزید پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیشہ سچی بات کہو اگرچہ کڑوی لگے۔ سچائی فضائلِ اعمال میں سے ہے' جبکہ جھوٹ کبیرہ گناہ ہے۔ سچائی اگر وقتی طور پر رنج اور تکلیف کا باعث بھی ہو تو اس کا نتیجہ بہرحال اچھا ہو گا۔ حدیث نبویؐ کے الفاظ ہیں: ((اَلصِّدْقُ يُنْجِيْ وَالْكِذْبُ يُهْلِكُ)) ''سچائی نجات دیتی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔'' ہلاکت سے بچنا اور عافیت چاہنا ہر صاحب ایمان شخص کے لیے لازم ہے۔ حق بات کو باطل کے ساتھ گڈمڈ کرنے کی بھی اجازت نہیں۔ گواہی حقیقت کے مطابق ہو۔ ظاہر ہے گواہی جس کے خلاف جائے گی اس کو بات کڑوی لگے گی اور وہ ناراض ہو گا' مگر اُس کی ناراضی ملحوظ رکھتے ہوئے حق بات کو خلافِ واقعہ بیان کرنا بڑے گناہ کی بات ہے۔

جب حضرت ابوذرؓ نے مزید پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے احکام و حِکَم بیان کرنے پر اگر کسی جانب سے تضحیک آمیز اعتراضات آئیں تو معذرت خواہانہ انداز اختیار نہ کیا جائے' بلکہ صحیح بات ڈنکے کی چوٹ کہی جائے۔

حضرت ابوذرؓ کے پوچھنے پر جو آخری بات رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی وہ یہ تھی کہ دوسروں کے عیبوں پر نگاہ کرنے سے پہلے اپنی خامیوں کو بھی دیکھ لینا چاہیے۔ اس

© rasailojaraid.

حکیمانہ نصیحت پر عمل کرنے سے انسان دوسروں پر اعتراض کرنے سے پہلے سوچے گا کہ جو خامیاں مجھے فلاں شخص میں نظر آ رہی ہیں وہ تو خود میرے اعمال و افعال میں بھی موجود ہیں۔ چنانچہ دوسروں پر اعتراض کرنے سے پہلے اسے اپنی اصلاح کی فکر ہو جائے گی۔ اس طرح دو فائدے ہوں گے۔ ایک تو بندہ دوسروں پر تنقید سے باز رہے گا اور دوسرے اپنی خامیاں دور کرنے کی کوشش کرے گا۔ دوسروں پر تنقید میں وہی شخص بے باک ہو سکتا ہے جسے اپنی فکر نہ ہو۔

اس حدیث میں ایک بات یہ بھی قابل غور ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ایک کے بعد دوسری نصیحت کی فرمائش کیے جا رہے ہیں۔ یہ انداز اس بات کی غمازی کر رہا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دیر تک ہم کلام رہنے کی کوشش کر رہے ہیں اور زیادہ سے زیادہ ہدایاتِ نبویؐ سے مستفید ہونا چاہتے ہیں۔ اس طرح کے واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کس قدر والہانہ محبت اور قلبی عقیدت تھی۔

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن و بانی تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد

کے پانچ خطبات جو سالانہ محاضرات ۱۹۹۱ء میں دیئے گئے

حقیقت ایمان

تسوید و ترتیب:

مولانا ابوعبدالرحمٰن شبیر بن نور

﴿اہم موضوعات﴾

- ایمان کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم ▪ ایمان کا موضوع
- قانونی اور حقیقی ایمان کا فرق اور ان کے ضمن میں کلامی مباحث
- ایمان و عمل کا باہمی تعلق ▪ ایمان اور نفاق ▪ ایمان حقیقی کے سرچشمے

اشاعت خاص: 120 روپے اشاعت عام: 60 روپے